ہم رمضان کیسے گذاریں؟

مفکر اسلام حضرت مولاناسید ابوالحسن علی ندویؒ

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہوجاؤ،صحابہ کرامؓ منبر کے قریب ہوگئے ، جب حضورﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پرقدمِ مبارک رکھا تو فرمایا:آمین!جب دوسرے پر قدم رکھا توپھر فرمایا:آمین! جب تیسرے پر قدم رکھا توپھر فرمایا: آمین !جب آپ ﷺخطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے توصحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی ،آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو)انہوں نے فرمایا:ہلاک ہوجائے وہ شخص جس نے رمضا ن المبارک کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی،میں نے کہا : آمین! پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نہ کہا: ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکرِ مبارک ہو او روہ درود نہ بھیجے ،میں نے کہا : آمین! جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو

پائیں او روہ ان کی خدمت کرکے جنت میں نہ داخل ہوجائے، میں نے کہا: آمین!

رمضان مغفر ت کامہینہ ہے

رمضان ایسا زرّین موقع ہے کہ اس میں کوشش کرے تو ایک رمضان سارے گناہ بخشوانے کے لئے کافی ہے ،جو شخص رمضان کے روزے رکھے او ریہ یقین کرکے رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے سچے ہیں ا وروہ تمام اعمالِ حسنہ پر بہتر بدلہ عطافرمائے گا ،رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے : مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ۔ یعنی جو شخص رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے ،اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے ۔ایمان واحتساب کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدوں پریقین کامل ہواو رہرعمل پر ثواب کی نیت کرے ،او راخلاص وللہیت او ررضائے الٰہی کا حصول پیش نظر ہو ،او رہر عمل کے وقت مرضیِ الٰہی کو دیکھے، ایمان واحتساب ہی ہے جو انسان کے عمل کوفرش سے عرش پر پہنچادیتا ہے،اصلاً اسی کا فقدان ہے،مسلمانوں کا اصل مرض بدنیتی نہیں بلکہ بے نیتی ہے ، یعنی سرے سے وہ نیت ہی نہیں کرتے

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

،ہم وضوکرتے ہیں مگر اس میں نیت نہیں کرتے ،ہم دوسرے ارکانِ دین اداکرتے ہیں مگر ایمان واحتساب ہمارے پیش نظر نہیں رہتا ،جب بہت سے لوگ کسی کام کوکرتے ہیں تو وہ رسم بن جاتی ہے ،روزہ کا ایک عام ماحول ہوتا ہے ،ایسے میں کوئی اس اندیشہ سے روزہ رکھے کہ ہم روزہ نہ رکھیں گے تو چھپ کر کھانے پینے سے کیا فائدہ ؟یہ خیال آیا تو روزہ کی روح نکل گئی، بیماریوں میں بھی اکثر بھوکا رہنا پڑتا ہے ،سفروں میں بھی اکثر کھانا نہیں ملتا ،ا س لئے روزہ کی خصوصیت صرف بھوکا رہنا نہیں ہے ، روزہ کی حقیقت ہے اللہ کے حکم کی تعمیل ،جو چیزیں چھوڑنے کو کہی گئی ہیں ان کو چھوڑدینا ،پہلے ہم یہ کیفیت پیداکریں کہ اللہ تعالیٰ برحق ہے ،ثواب کی لولگی ہواو ردل کو تسلی ہوکہ ثواب مل رہا ہے ،اسی میں لطف آئے ۔

اعمال کی مقبولیت کی علامات وآثار

کسی عبادت کی خصوصیت ا ورا س کی مقبولیت کی دلیل یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے دل کے اندر رقت ،نرمی ،تواضع او رانکساری کا جذبہ پیداہو،لیکن جب اس کے

برعکس کبروغروراو رعجب پیداہوتوسمجھ لینا چاہئے کہ ہماری عبادت مقبول نہیں ہوئی ،اس میں کمی رہ گئی ہے ، اس لئے ان چیزوں کو دورکرنے کے لئے ایمان واحتساب کو پیش نظر رکھنا او راس کا استحضار رہنا ضروری ہے ،بے سوچے سمجھے بغیر نیت کے روزہ رکھ لیناکوئی او رعبادت اداکرنا بے معنی ہے ،ایک صاحب فرمانے لگے :”میں اس لئے روزہ رکھتا ہوں کہ جو مزہ افطار کے وقت آتا ہے وہ دنیا کی کسی نعمت میں نہیں ،حالانکہ ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی نہیں تھا ، ہمیں چاہئے کہ ہم دن میں کئی بار نیت کو تازہ کرلیاکریں ،ہروقت استحضار رکھیں ،رسول اکرم ﷺنے ارشادفرمایا ہے کہ ابن آدم کے ہرعمل پر اس کودس سے سات سوگنا تک ثواب ملے گا ،اللہ نے فرمایا سوائے روز ہ کے، کہ وہ میر ے لئے ہے او رمیں ہی ا س کا بدلہ دوں گا، اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِ ْی بِہٖ۔یہ بندہ تمام محبوب چیزیں میر ے لئے چھوڑتا ہے ،ا س لئے میں خودہی بدلہ دوں گا ۔“

اعمال طاقت پیداکرتے ہیں

دوسری بات یہ ہے کہ دین کے جتنے ارکان ہیں وہ طاقت پیدا کرتے ہیں ،یعنی ایک

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

عبادت دوسری عبادت کے لئے معاون ثابت ہوتی ہے ا وراس کے لئے تقویت کاباعث بنتی ہے ،جس طرح سے ایک غذا دوسری غذا کے لئے معاون ثابت ہوتی ہے ،اسی طرح ایک فرض کی ادائیگی دوسرے فرائض کی ادائیگی میں معاون ثابت ہوتی ہے ا ور اس کو طاقت فراہم کرتی ہے ،یہ بات نہیں ہے کہ ہررکن الگ الگ ہے ،ہرایک کی فرضیت او را س کی اہمیت تو بہر حال اپنی جگہ ہے ،مگر ایک دوسرے سے الگ نہیں ؛ بلکہ ایک دوسرے کی مدد کے لئے ہے ،اسی طرح سے روزہ سال کے پورے گیارہ مہینے کی عبادت کے لئے طاقت پیداکرتا ہے ، روزہ کی وجہ سے دوسری عبادات کی ادائیگی میں ذوق وشوق پیداہوتا ہے اور توانائی ملتی ہے ۔

روزے کا مقصد نفس پر قابوپانا ہے

تیسری بات یہ ہے کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ نفس پر قابوپایا جائے او رروزہ کی وجہ سے نفس پر قابوپانا آسان ہوجائے ،دین کا ذوق وشوق پیدا ہو،عبادت کی ادائیگی میں شوق ہو،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَoیعنی ہرکام کے کرتے وقت

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال رکھاجائے ،تقوی کا ترجمہ بعض لوگوں نے "لحاظ"سے کیا ہے ،یعنی ہرکام کے کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے کہ یہ کام اللہ کی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں ،حلال وحرام کی تمیز ہوجائے ،ا س طرح سے مشق ہوجائے کہ فطرت بن جائے ،جس طرح سے آپ عید کے دن کھانے پینے میں جھجک محسوس کرتے ہیں، اس وجہ سے آپ کوکھانا پینا خلافِ عادت معلوم ہوتا ہے ،حالانکہ یہ عارضی چیز تھی ؛اسی طرح سے گناہوں سے اجتناب ،معاصی سے پرہیز،غیبت وبدگوئی ،غصہ وبغض سے پرہیز اس طرح ہوکہ آپ کی فطرت بن جائے ،جوچیزیں دائمی طور پر حرام ہیں ان کو کرنے میں تو اور بھی زیادہ آپ کو چوکنا رہنا چاہئے، روزہ سے زندگی میں تبدیلی ہونی چاہئے ۔آپ روزہ رکھیں لیکن گالی دینا ،غیبت کرنا ،بدگوئی وغصہ وبغض کرنا نہ چھوڑیں تو روزہ سے کوئی فائدہ نہیں ۔

اصل با ت تو یہ ہے کہ روزہ آپ کی زندگی کے اندرواضح تبدیلی کردے ،روزہ میں آپ نے معاصی سے اجتناب کیا ہے تو اس پر قائم رہئے، او ران معاصی کا ارتکاب نہ کیجئے جن کو آپ نے روزہ کی وجہ سے چھوڑدیا تھا ،اگر روزہ کے ختم ہوتے ہی

تمام معاصی میں پھر مبتلا ہوگئے ہیں تو اس سے یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ
اس نے روزہ تورکھا مگر روزہ مقبول نہیں ہوا ،حج تو کیا مگر حج مقبول نہیں
ہوا،آپ ﷺ طرح سے روزہ رکھئے کہ کوئی غیرمسلم بھی دیکھے توسمجھے کہ یہ واقعی
روزہ رکھتے ہیں او ریہ رمضان کے دن ہیں ،پورے احترام کو ملحوظ رکھاجائے
اورتمام تقاضوں کو پورا کیا جائے ۔ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد
فرمایا:’’جب تم میں سے کوئی شخص روزہ رکھے اور اس سے کوئی الجھنے لگے تو
کہہ دے کہ میں روزہ سے ہو ں‘‘، نفس کی تمام کمزوریوں کودورکرے ،غصہ کم کردے
،بغض وحسد کودورکردے، روزہ ا س طرح نہ رکھے کہ غصہ میں بھر ا ہوا بیٹھا رہے
او رلوگ اس سے محض اس وجہ سے گفتگو کرنے میں خوف محسوس کریں کہ بھائی!ان سے
گفتگونہ کرو،ورنہ یہ بگڑجائیں گے،کھانے میں ذرّہ برابر نمک کی کمی ہوتو غصہ
کی انتہا کردے۔ان تمام معاصی سے پرہیز کرے،اگر روزہ کے تمام تقاضوں کا لحاظ
رکھاگیا تو اس کا اثر گیارہ مہینوں پر پڑے گا ،او را س کی زندگی میں ایک
نمایا ں تبدیلی ہوگی ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ روزہ جن چیزوں سے معمو رکیا گیا ہے اس کا لحاظ رکھیں

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

،روزہ کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ زیادسے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہواجائے ،نہ تلاوت کیا ،نہ صدقہ ،نہ خیرات کی ،نہ تراویح پڑھی ،صرف روزہ رکھ لیا ،اس سے کوئی فائدہ نہیں ،توبہ واستغفار کا اہتمام ہو،دعا کی طرف زیادہ توجہ ہو،آخر شب میں اہتمام سے اٹھیں ،کیوں کہ اس کی زیادہ اہمیت ہے ،اللہ تعالیٰ اس وقت پکارتا ہے کہ ہے کوئی میرا دوست !جو مجھے پکارے او رمیں اس کو سنوں، رسول اکرم ﷺ اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے ۔

خیرات وصدقات کا مہینہ

اس مہینہ میں خیرا ت وصدقا ت بھی زیادہ کرے، رسول اللہ ﷺنے اس ماہ ِمبارک کو شَهْرُ الْبِرِّ وَالْمُوَاسَاةِفرمایا ہے یعنی نیکی او رغمخواری کا مہینہ ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف زیادہ توجہ ہو، او ر صدقات وخیرات میں زیادہ حصہ لے ،لوگوں کے حالات کا سراغ لگا کر پتہ چلائے ،ان کے یہاں تحائف ا ورہدایا بھیجے، اللہ کے کتنے بند ے ایسے ہیں جن کو صرف روزہ افطا رکرنے کے لئے مسجد میں مل جاتا ہے،پھر وہ بھوکے رہتے ہیں، اس لئے ایسے ضرورت مند لوگوں کو پتہ

لگاکر ان کی مدد کی جائے، رسول اللہ ﷺ اس کا بڑا ہی اہتمام فرماتے تھے، آپ کے متعلق آتا ہے:أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا۔ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، دوسرے موقع پر آتا ہے: فَهُوَ أَجْوَدُ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ یعنی طوفان کی طرح سخاوت کرتے تھے او راس میں بڑھ چڑ ھ کر حصہ لیتے تھے ،اور دل کھول کر غریبوں ، بیواؤں او ریتیموں کی مددکرتے تھے ۔

توبہ واستغار کا مہینہ

انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ہماری عبادت کیا ،ہم تو اللہ تعالیٰ کے لائق کچھ بھی عبادت نہیں کرسکتے ،ہم توبہ استغفا ربھی اچھی طرح نہیں کرسکتے ،اس لئے ہمیں بھوکوں ،لاچاروں او رمسکینوں ہی کی مددکرنی چاہئے ،تاکہ ممکن ہے اللہ کے کسی بندے کا دل خوش ہوجائے تواللہ تعالیٰ اسی کو قبول فرمالے او رہمارا مقصد پورا ہوجائے ۔ہماری عبادت ،ہماری تلاوت ،ہماری نمازتو لائق قبولیت نہیں لیکن اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسی کوقبول فرمالے، اس مہینہ میں ہمیں پوری طرح خیرات و صدقات کی طرف متوجہ ہونا چاہئے

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

او رہم کمر کس لیں کہ اس مہینے سے پورا فائدہ اٹھائیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے:یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ أَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ أَدْبِرْ۔ یعنی اے خیر کے طلب کرنے والے !آگے بڑھ او راے برائی کے طلب کرنے والے !پیچھے ہو،دوسری جگہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے پوچھے گا کہ ”اے بندے! میں بیمارتھا تونے میری عیادت نہیں کی ،میں بھوکا تھا تونے مجھے کھانا نہیں کھلایا “بندہ جوابا عرض کرے گا اے خداوندقدوس !توکیسے بیمارہوسکتا ہے ؟توکیسے بھوکا رہ سکتا ہے ؟تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”میرا فلاں بند ہ بیمار تھا ،اگر تو اس کی عیادت کرتاتو مجھے وہاں پاتا ، میرا فلاں بندہ بھوکا تھا ،اگرتو اس کوکھانا کھلاتا توتومجھے وہاں موجودپاتا۔ “

غمگساری او رخیرخواہی کا مہینہ

اس لئے یہ ضروری ہے کہ جومحتاج وبیوائیں جو فقراء ومساکین ہیں ان کی مددکی جائے، غریبوں کی جولڑکیاں ہیں ان کی شادی کرادی جائے،اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے محاسبہ کرے گا او رسخت باز پرس کرے گا ،یہ

ہم رمضان کیسے گذاریں؟

ہمارا مال نہیں جسے ہم خرچ کرتے ہیں ،بلکہ یہ اللہ کی امانت ہے ، ہم اگر اس کوتقریبات میں خرچ کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں ،اگر اس کو بے محل صرف کرتے ہیں تو ناجائز کرتے ہیں ،ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اس کو صرف کریں ،ہمیں اس کی فکر ہونی چاہئے کہ کتنی بیوائیں او ریتیم ہیں، کتنے محتاج ومساکین ہیں جنہیں ضرورت ہے ؟ہمیں ان تمام جگہوں پر صرف کرنا چاہئے جہاں دوسروں کی مددہوسکے او راللہ تعالیٰ راضی ہو۔

بھائی سنو!کلام پاک میں آج بھی وہی تاثیر ہے ،مگر ہمارے پاس زبان نہیں ،او رہمارے سینوں میں وہ دل نہیں جس سے صحابہ کرامؓ او راہل للہ تلاوت کرتے تھے ،اس لئے پہلے اپنی زبان کو پاک کرو، اور دل کو صاف کرو،اس کے بعد جب کلام اللہ کی تلاوت کروگے تو اس کا اثر ہوگا ،اللہ والوں کی زبان میں بھی اثر ہوتا ہے ۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانو ی قدس سرہٗ کے مواعظ میں یہ واقعہ میں نے پڑھا ہے کہ سیدنا عبدالقادرجیلانی قدس سرہٗ کے صاحبزادے جب فارغ التحصیل

ہوکر تشریف لائے تو ان کا وعظ ہوا اور بہت دیر تک بیان ہوا ،بہت سی عمدہ عمدہ باتیں بیان فرمائیں،لیکن کسی پر کچھ اثر نہ ہوا ،رمضان کا زمانہ تھا ، ان کو یہ خیال ہواکہ میں نے اتنا لمبا بیا ن کیا ،قرآن کی آیتیں پڑھیں ،حدیثیں پڑھیں،بزرگوں کے واقعات سنائے مگرکسی پر کچھ اثر نہ ہوا ،آخر کیا بات ہے ؟پھرا س کے بعد حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ خود مجلس میں تشریف لائے، آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ بھائی میری سحری کے لئے دودھ رکھا ہوا تھا ،رات میں بلی دودھ پی گئی ،اس وجہ سے آج میں نے بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا ،اتنا کہنا تھا کہ سارے مجمع پر گریہ طاری ہوگیا ،سب لوگ رونے لگے ،عجیب حال ہوگیا ،گریہ وزاری کا ایک سما ں بند ھ گیا ۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں وہ اثر تھا جس سے سارا مجمع متأثر ہوگیاتوآخر کیا بات تھی ، بات یہ تھی کہ آپ کے دل میں وہ دردوسوز تھا جس کا اثر لوگوں کے قلوب پر پڑتا تھا ،حضر ت شیخ المشائخ نے اپنے ا س حال سے ظاہر فرمایا کہ علم اورچیز ہے او رباطنی دولت وکیفیت او رچیز ہے ،اللہ والے جب بولتے ہیں تو اللہ ہی کے لئے بولتے ہیں او رقرآن وحدیث سے خود متأثر ہوکر

بولتے ہیں،اس وجہ سے ان کے بولنے میں اثر ہوتا ہے ،او رجس طرح اللہ والوں کی زبان میں اثر ہوتا ہے اسی طرح ان کی آنکھ میں بھی اثر ہوتا ہے ،حق تعالیٰ ان کو نورِفراست عطافرماتے ہیں ،جس سے حق وباطل میں تمیز کرتے ہیں ۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے پاس ا س حال میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھو ں سے زنا ٹپکتا ہے تو یہ نورِفراست ہی تھا ۔ حدیث شریف میں بد نگاہی کو آنکھوں کا زنا فرما یا گیا ہے ،ا س کا اثر آنکھ میں رہتا ہے،جس کو اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں پر کبھی منکشف فرمادیتے ہیں ،اللہ والوں کے پاس بہت سنبھل کر جانا چاہئے، بھائی! اخلاص ہی عمل کی روح ہے ،میرا اپنا ہی ایک شعر یادآیا:

عمل کی روح ہے اخلاص ،جب تک یہ نہ حاصل ہو

نہیں آئے گی ایمان وعمل میں تیرے تابانی